سوال

(91) جائیداد کی تقسیم کا شرعی طریقہ

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک آدمی اپنی زندگی میں اپنی ساری جائیداد اپنی اولاد کے درمیان تقسیم کرنا چاہتا ہے تاکہ اس کی وفات کے بعد اس کی اولاد میں کسی قسم کا نزاع اور جھگڑا پیدا نہ ہو تو کیا وہ ایسا کر سکتا ہے؟ اور اس کی تقسیم کا طریق کار کیا ہے؟ (محمد عبداللہ۔ لاہور)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

انسان کی جائیداد کی تقسیم دو طرح پر ہے۔ (1) اپنی زندگی میں (2) مرنے کے بعد پہلی صورت میں آدمی اپنی اولاد کو جو جائیداد تقسیم کرتا ہے اسے وراثت نہیں بلکہ ھبہ کرنا یا عطیہ دینا کہا جاتا ہے اور دوسری صورت میں جو مال چھوڑا جاتا ہے اسے ورثہ یا ترکہ کہتے ہیں اس صورت میں جائیداد کی تقسیم کا اللہ تعالیٰ نے اصول وقاعدہ ذکر کر دیا ہے کہ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ کہ لڑکے کو دو لڑکیوں کی مثل حصہ ملے گا۔

جب کہ پہلی صورت میں اولاد کے درمیان برابری ومساوات ہوگی لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ والا قاعدہ جاری نہیں ہوگا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"إذا أعطى الوالد بعض ولده شيئاً لم يجز حتى يعدل بينهم ويعطي الآخر مثله" (بخاری، کتاب الهبة، باب الهبة للولد)

جب کوئی شخص اپنی اولاد میں سے کسی کو کوئی چیز عطا کرے تو یہ اس کے لئے اتنی دیر تک جائز نہیں جب تک وہ ساری اولاد کے درمیان عدل نہ کرے، اور دوسرے کو بھی اس کی مثل دے۔ اس کی دلیل امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث پیش کی ہے۔

"عن عامر قال سمعت النعمان ابن بشير رضی اللہ عنهما وهو على المنبر يقول اعطاني أبي عطية فقالت عمرة بنت رواحة لا أرضى حتى تشهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فأتى رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی اعطيت ابنی من عمرة بنت رواحة عطية فأمرتني أن اشهدك يا رسول اللہ قال أعطيت سائر ولدك مثل هذا قال لا قال فاتقوا اللہ واعدلوا بين اولادكم قال فرجع فرد عطيته" (بخاری، کتاب الهبة، باب الاشهاد في الهبة 2587)

"عامر شعبی نے کہا میں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو منبر پر کہتے ہوئے سنا۔ میرے باپ نے مجھے عطیہ دیا تو عمرہ بنت رواحہ نے کہا۔ میں اتنی دیر تک راضی نہیں یہاں تک کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ نہ بنا لے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا میں نے عمرہ بنت رواحہ میں سے اپنے ایک بیٹے کو عطیہ دیا ہے اے اللہ کے

رسول اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو اس پر گواہ بنا لوں آپ نے فرمایا کیا تو نے اپنی ساری اولاد کو اسی طرح عطیہ دیا ہے تو انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل کرو تو وہ واپس لوٹے اور اپنا عطیہ واپس لے لیا۔ "

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وقد تمسک بہ من أوجب التسویۃ فی عطیۃ الأولاد وبہ صرح البخاري وہو قول طاوس والثوري وأحمد وإسحاق وقال بہ بعض المالکیۃ" (فتح الباری 5/214)

"جن لوگوں نے اولاد کے درمیان عطیہ کی مساوات کو واجب قرار دیا ہے انہوں نے اس حدیث سے تمسک کیا ہے اور امام بخاری نے بھی اس بات کی تصریح کی ہے اور یہی قول طاؤس، سفیان ثوری، احمد، اسحاق بن راھویہ اور بعض مالکیہ کا ہے۔ "

عطیہ کی تقسیم کے متعلق ابن حجر ان محدثین کے موقف کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"لا فرق بین الذکر والأنثی، وظاہر الأمر بالتسویۃ یشہد لھم، واستأنسوا بحدیث ابن عباس رفعہ: "سووا بین أولادکم فی العطیۃ، فلو کنت مفضلاً أحداً لفضلت النساء"، اخرجہ سعید بن منصور والبیہقی من طریقہ، وإسنادہ حسن" (فتح الباری 5/214)

"عطیہ کی تقسیم میں مذکر اور مؤنث کے درمیان فرق نہیں ہے اور حدیث میں جو مساوات کا حکم ہے اس کا ظاہر بھی اس بات پر شاہد ہے اور انہوں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث سے بھی دلیل پکڑی ہے۔ "

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عطیہ کے متعلق اپنی اولاد میں برابری کرو اگر میں کسی کو ترجیح دینے والا ہوتا تو عورتوں کو دیتا۔ اسے سعید بن منصور نے نکالا ہے اور امام بیہقی (2/177) نے اسی کے طریق سے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

مذکورہ بالا توضیح سے معلوم ہوا کہ اگر آدمی اپنی اولاد کے درمیان کسی نزاع یا جھگڑے کے خدشے کے پیش نظر یا ویسے ہی اپنی جائیداد اپنی زندگی میں تقسیم کرنا چاہے تو اس پر اولاد کے درمیان عدل وانصاف لازم ہے جتنا حصہ لڑکے کو دے اتنا ہی لڑکی کو دے اسے شریعت کی اصطلاح میں ہبہ یا عطیہ کہتے ہیں۔

اگر اولاد کے درمیان عدل سے کام نہیں لے گا تو گناہ گار ہوگا۔ اور اگر اس نے اپنی کسی اولاد کو کچھ دیا ہے اور دوسروں کو نہیں دیا تو والد کو ایسا ھبہ یا عطیہ واپس لے لینا چاہیے اور اگر دنیا سے رخصت ہو گیا اور کچھ مال چھوڑ گیا تو اسے ترکہ اور وراثت کہا جاتا ہے اس کی تقسیم قانون وراثت کے تحت ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

جلد3۔ کتاب المیراث- صفحہ 457

محدث فتویٰ